امام حسین علیہ السلام کی بین الاقوامی شخصیت

حکیم الامت علامۂ ہندی مولانا سید احمد نقوی مجتہد طاب ثراہ

تعصب کی عینک اتار کر دیکھو تو عالم کا کوئی مذہب ایسا نہ ہوگا جس میں زندگی کے ہر شعبے میں خوبیوں اور بھلائیوں کی تعلیم نہ ہو۔ بات یہ ہے کہ ہر مذہب کی غرض و غایت یہی ہوتی ہے کہ انسان سدھار کرے اور انسانیت کے شرف وعزت کو بڑھائے۔ خودساختہ حکماء کے مذاہب ہوں، ان کی بھی یہی غرض ہوتی ہے کہ انسان کے ہر شعبۂ زندگی کو بلند وبالا رکھے۔ اور جو الہامی مذاہب خدا کی طرف سے ہیں ان کا تو کچھ پوچھنا ہی نہیں ہے۔ بے شک ان کے جملہ قوانین اس مالک کل رب العالمین کے بنائے ہوئے ہیں جو منصف و عادل، حکیم وعلیم، رحیم وکریم ہے۔ ان میں بدی کا شائبہ ممکن نہیں ہے۔ پھر جب قرآن مجید کا یہ دعویٰ ہے کہ کوئی قوم بغیر نبی ورسول نہیں چھوڑی گئی ہے تو ہرگز یہ ممکن نہیں ہے کہ خدا کی طرف سے مذاہب عالم میں اختلاف ہو اور یک رنگی نہ ہو۔ مذاہب کی کہنگی اور ان کے ماننے والوں کی ایجادیں مذاہب کے اصلی رنگ وروپ کو بدل کر مسخ کر دیتی ہیں اور اس کے اختلاف کو مٹانے کے واسطے وقتاً فوقتاً انبیاء اور رسل آتے ہیں (قرآن) یہ اتحاد مذاہب خود بتاتا ہے کہ جملہ مذاہب میں ایسی باتیں موجود ہیں جو ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں اور حقیقی تعلیمات کو دہراتی رہتی ہیں۔ خاتم النبیین نے تمام اہل کتاب کو اسی بات کی پرزور دعوت دی تھی کہ ''ہم تم ان باتوں میں مل جل جائیں جو ہم میں اور تم میں برابر سے ہیں اور یہ کہ عبادت خدا میں کسی دوسرے کو شریک نہ کریں'' (قرآن مجید)

مذاہب عالم نے اس دعوت کو آج قبول کر لیا ہے تمام مذاہب توحید الٰہی پر متحد ومتفق ہیں اور اسی بارے میں مرکزیت پیدا ہو چکی ہے۔ محوری ڈکٹیٹر تقریروں میں اسی ایک خدا کا سہارا قائم کر رہے ہیں۔ جمہوریتیں بھی، بودھ مت بھی ہندومت بھی، سکھ صاحبان بھی، برہمن سماج، آریہ سماج، صوفی، ہتیا صوفی، عیسائی، موسائی، مسلمان سبھی توحید کا پرچار کر رہے ہیں کسی نہ کسی شکل سے ہو۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اس کلمۂ جامعہ توحید پر ایک دوسرے سے بغلگیر نہ ہو جائیں اور فروعی نزاعوں کی خلیج کو متحدہ کوششوں سے پاٹ نہ دیں۔ جس سے قرآن ورسول کا منشاء پورا ہو۔ اسی کے سب سے پہلے رسول کے نواسے امام حسین نے رہنمائی کی اور اپنی عظیم ترین قربانی کو بین الاقوامی بنا دیا۔ کیوں نہ مذاہب عالم ٹھنڈے دلوں اپنا اور بیگانہ کہنا چھوڑ کر حسینی کارناموں کی تنقید وتبصرے اپنے مذہبی نقطۂ نظر سے کر کے حسین کو اپنا نہ بنالیں اور ان کی معصومانہ شہادت کو اپنی مذہبی نمائندگی نہ قرار دیں۔

دیکھو سہتیا رتھ پرکاش سلانس ۸۵ ہے :-

''پاپی انسان دھرم کی راہ چھوڑ کر دروغ گوئی، فریب، پاکھنڈ سے مال کو لے کر اور بڑھتا ہے بعد ازاں دولت وغیرہ مال ومتاع، خورد ونوش و پوشاک وزیور سواری،

مکان، عزت و رتبہ کو حاصل کرتا ہے۔ بے انصافی سے دشمنوں کو بھی فتح کرتا ہے پھر جلد تباہ ہو جاتا ہے۔''

اس تباہی کی وجہ رگ وید است ادھیائے ۳ ورگ ۸ ا منتر ۲ میں دیکھو''میں بدکردار ظالموں کو بھی اشیر باد نہیں دیتا'' پھر رگ وید ادی بھاشا بھومکا میں ہے''میں پرمیشور اس راج میں جہاں دھرم کی پابندی ہوتی ہے قائم ہوتا ہوں ۔جس ملک میں علم و دھرم کی ترقی و اشاعت ہوتی ہے وہ میرا مقام مالوف ہے۔''

معلوم ہوا کہ جہاں علم و دھرم کی پابندی نہ ہو خدا اس ملک کو چھوڑ دیتا ہے جس کا تباہ و برباد ہو جانا لازمی ہے۔ اب تاتاریوں میں ترب کی راجدھانیوں کی اس حالت کو دیکھو جو اپنے ظلم وستم، خونخواریوں، بےعلمی و جہالت و بے شرمی، بیحیائی، بے دھرمی میں خونخوار درندوں کے مانند ہو گئی تھی، اس وقت انسانیت کے ہیرو فرزند رسول حسینؑ شہید کی اتنی بڑی قربانی کی ضرورت ہندومت کے اصول پر کتنی ضروری ہو گئی تھی اور پرمیشور کے اشیر باد کی کس قدر مستحق تھی۔

گوتم رشی ایک فاختہ کی جان بچانے کے لیے اپنی گردن پیش کرتے ہیں۔کیا ان کے زمانے میں یہی ہو رہا تھا کہ مظلوم میثم تمار کے دست و پا کاٹے جائیں اور زبان کاٹ کر اس لئے سولی دی جائے کہ وہ داماد رسول علی ابن ابی طالب کی مدح و توصیف کرتے تھے؟ کیا گوتم رشی کے زمانے میں یہ بھی ہو رہا تھا کہ جناب محمد بن ابی بکر رسول خدا کے سالے اور خلیفہ کے بیٹے کو گدھے کی کھال میں لپیٹ کر جلا دیا جائے اور اس لئے کہ وہ خلیفۂ وقت علی مرتضیٰ کے پیرو اور پروردہ تھے۔ جناب رشید کے شکم کو چاک کر کے پتھر بھر کر اس لئے شہید کیا جائے کہ وہ دوست علی تھے۔فرزند رسول امام حسن کو باوجود حکومت سے دستبردار ہونے کے اس لئے زہر دیا جائے کہ علی و بتول کے لاڈلے تھے۔ایسے راج کے متعلق بودھ مت ایسے پاپیوں کی نسبت کیا حسین کا ساتھ نہ دے گی اور ان کی سنگت کو اپنے اپنے دھرموں کے مطابق فرض انسانی قرار نہ دیں گے۔

ہندومت کی جان اہنسا ہے۔کیا وہ حسینی اہنسا کی کوئی عملی مثال پیش کرتے ہیں۔انصاف سے دیکھو نانا کی وفات پر ان کی اکلوتی بیٹی کو باپ کی جدائی پر رونے سے روکا جاتا ہے۔حسین کے باپ بھائی کنبہ والوں کو محتاج کر کے بھوکوں مارا جاتا ہے۔حسین کے بھائی کو زہر دے کر مارا جاتا ہے اور نانا رسول کے پہلو میں دفن نہیں ہونے دیتے، لاش پر تیر برساتے ہیں۔پھر حسین کو خاموش قبر رسول پر بیٹھنے نہیں دیتے۔حکومت کا مطالبہ ہے کہ بیعت کرو یا سر دو۔حسین مدینہ چھوڑ کر کعبہ میں پناہ لیتے ہیں۔کربلا پہونچ کر نہر فرات کے کنارے خیمے گاڑتے ہیں، پھر خیمے اکھاڑے جاتے ہیں عورتوں، بچوں، سواری کے جانوروں پر تین روز تک کھانا پانی بند کیا جاتا ہے۔پھر بہتر پیاسوں پر ہزاروں یزیدی ٹوٹ پڑتے ہیں، چھ مہینہ کے بچے تک کو زندہ نہیں چھوڑتے ، بیک وقت دل ہلانے والے مصائب کے پہاڑ اس مظلوم پر ڈھائے جاتے ہیں اور حسین تشدد کے موقعوں کو چھوڑتے ہوئے صبر و استقلال و تحمل کرتے ہیں۔کیا اس اہنسا کی مثال تاریخ پیش کر سکتی ہے؟ استغفر اللہ

کیا حسین اس اہنسا کی بدولت اس ماتم داری کے مستحق نہیں ہیں جو منو جی مہاراج کی منوسمرتی ادھیائے پانچ میں ہیں ''لڑائی کے میدان میں تلوار وغیرہ کے زخم کھا کر جو مر جائے تو اس کا کرما کرم اس وقت ختم ہو جاتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ پاکی بھی ختم ہو جاتی ہے مگر غیر ملک میں مرجائے اور دس روزے پورے نہ ہوتے ہوں تو دس دن میں جتنی کمی ہو اتنے دن اس کا ماتم کریں۔''

پھر ادھیائے سات میں ہے ''قابل تعریف لڑنے والوں کا دھرم ہے ،لڑائی کی حالت میں دشمنوں کو مارنا ، کشتری اس دھرم کو نہیں چھوڑتے۔''

امام حسین کی تحفظ انسانیت میں جنگ ، حفاظت دھرم کے لئے جنگ ، انسانیت سوز بداخلاقیوں کی مدافعتی جنگ ، بہتر تنوں کی ہزاروں سے تین دن کی بھوک پیاس میں جنگ کرنا اور شہادت کے بعد تین روز تک عرب کی ریگستانی تپتی زمین پر لاشوں کا پڑا رہنا اور کوئی کریا کرم نہ ہونا کیا قابل فخر نہیں ہے۔

ہندو دھرم خود انصاف کرے اگر اس وقت منو جی مہاراج کربلا میں موجود ہوتے تو ان مظلوموں کا کیا دفن و کفن نہ کرتے اور دس دن خود ماتم کرتے یا نہ کرتے۔ اس لئے کہ انسانیت کا تقاضا تو یہی تھا۔ پھر ان کے پرستار، ان کو کیا یہ حق نہیں پہنچتا کہ اس بین الاقوامی انسان کا پہلی محرم سے دس تک ماتم کریں اور حسینی یاد منائیں۔ جیسا کہ شریف الخیال انسانیت کے علمبردار اہل ہنود کثرت سے اس وقت بھی حسین مظلوم کی پرخلوص عزاداری کرتے ہیں۔

حسینؑ کی نبوتی شان

توریت، زبور، انجیل، قرآن کو نظر انصاف سے دیکھو۔ جس بدکاری، ظلم و بے انصافی و بے دینی کے وقت نبیوں نے بے جگری سے مصیبتوں، تکلیفوں کو برداشت کیا ہے حسین نے بھی اپنے زمانے میں عربوں کی بگڑی ہوئی بدترین حالت کو سدھارنے میں انبیائے سابقین سے زائد ہمت و مردانگی، جابر و ظالم سلطنت کا مقابلہ کر کے اپنی قربانی پیش کی ہے اور انسانیت کے سدھار میں نبیوں کے قدم بقدم چلتے رہے اور وہی رنگ ڈھنگ رہا جو انبیاء کا تھا۔ اور کیوں نہ ہوتا اس لئے کہ حسین وارث انبیاء و مرسلین تھے۔ اور وہ سب شرف و فضیلتیں بربنائے توارث عمرانی ذات حسین میں جمع تھیں۔ کربلا کے میدان میں اپنے عمل سے جس طرح سے قرآنی تعلیم دے رہے تھے اسی طرح توریت و انجیل و زبور وصحف انبیاء کی تعلیم دے رہے تھے۔ اور جملہ انبیاء کی پوری نمائندگی کر رہے تھے۔

جب اہل دنیا کے اخلاق بگڑتے ، خدا کے رسول سروں کو ہتھیلیوں پر رکھے سامنے آجاتے تھے۔ حسین نے بھی وہی کیا۔ اور ٹھیک موقع پر کیا حضرت موسیٰؑ کی نبوت کا سب سے بڑا کارنامہ یہ تھا کہ ظلم فرعون سے بچا کر بنی اسرائیل کو نکال لائے۔ حسین کا کیا یہ کم کارنامہ ہے کہ اپنی شہادت سے کروڑوں بندگان خدا کو یزیدیت سے بچالیا؟ جناب عیسیٰؑ کا نصاریٰ کی نظر میں سب سے بڑا کام سولی پر چڑھنا تھا۔ انصاف کرو حسین نے تنہا نہیں بہتر تنوں سے جن میں چھ مہینہ کا بچہ بھی ہے، راہ خدا میں قربانی دیدی۔ اس لئے کوئی

بقیہ صفحہ ۴۴ پر

نہ دین کا سودا کرتے ہیں نہ ضمیر کا، جنہوں نے جوانوں کو اپنے مقاصد کی بھینٹ چڑھانے کے بجائے خود سولی پر چڑھنا گوارا کرلیا۔

گزشتہ ایک صدی کا ہی مطالعہ کریں گے تو آپ کو جمال الدین افغانی سے لے کر لبنان کے عباس موسوی تک مبارز علماء کی ایک طویل فہرست مل جائے گی جو اپنی صلیب اپنے کاندھوں پر اٹھائے اٹھائے آخری سانس تک سامراج کا مقابلہ کرتے رہے۔ لیکن ان مجاہد علماء کو بھی ان کے مقاصد حاصل کرنے کے دوران ان کے خواب کو شرمندۂ تعبیر ہونے سے روکنے میں جہاں سامراجی طاقتوں کا ہاتھ تھا۔ وہیں ان اسلام نا آشنا اور فرقہ پرست ملاؤں کا بھی ہاتھ تھا۔ جو سامراج کو بھی ظل الٰہی قرار دینے سے نہیں چوکتے اور انہیں اولی الامر قرار دے کر ان کی اطاعت کو واجب گردانتے تھے۔ تاریخ ہند کے مطالعے کے دوران آپ کو کچھ مکاتب کے علماء کے ایسے فتوے مل جائیں گے جن میں انہوں نے برطانوی سامراج کے خلاف قیام کو حرام قرار دیا تھا۔

اگر عارف حسینیؒ اور ان کے مثل علماء نے جام شہادت نوش کیا تو اس لئے کہ اسلام نا آشنا ملاؤں کی ایک بڑی تعداد نے اپنے عمل کے ذریعے استعمار اور اس کے آلہ کاروں کو یقین دلا دیا تھا کہ ہم عارف حسینیؒ کی میراث کو اس طرح لوٹیں گے کہ آئندہ طویل عرصے تک عارف حسینیوں کا راستہ بند ہو جائے گا۔

جوانوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ ان کے لئے نمونۂ عمل عارف حسینی اور ان کے جیسے علماء ہونے چاہئیں۔ انہیں فرقہ واریت پھیلانے والے کچھ دین فروش اور ضمیر فروش ملاؤں کی حرکتوں سے مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ دنیا پرستوں کا وہ ٹولہ ہے جو دین کے مقدس لباس کی آڑ میں اپنی خواہشات نفسانی کی تکمیل کر رہا ہے اور اس فعل پر بہت خوش ہے کہ کس طرح لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونک رہا ہے۔ مقدس اور متبرک ناموں پر ''سپاہ'' اور ''جیش'' ترتیب دیئے جا رہے ہیں تا کہ اسلام کے نام پر ہی مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی جائے۔

بقیہ امام حسین علیہ السلام۔۔۔

یہودی، نصرانی نہیں کہہ سکتا کہ حسین نے ان کے اصول و آئین کی پوری پوری نمائندگی نہیں کی۔ اسی لئے اس شہادت عظمیٰ پر نبیوں نے خود ماتم کیا اور امتوں کو ماتم کا حکم دیا۔ (دیکھو ہماری کتاب نبیوں کا ماتم) اس موقع پر صرف یرمیاہ نبی (باب ۴۶ آیت ۱۰) کی پیشین گوئی سن لو۔

''کیونکہ خدا رب الافواج کے لئے اتر کی سرزمین میں دریائے فرات کے کنارے ذبیحہ مقرر ہوا ہے۔''

حسین کے سوا فرات کے کنارے کون ذبیحہ خدا کی راہ میں گزرا۔ اسی جرم پر جو اہل دنیا کی نظر میں جرم تھا۔ یعنی حکومتوں نے جو اپنے لئے خدائی اختیارات سمجھ لئے تھے اس کی مزاحمت کرتے تھے اور حیوانیت مٹا کر انسانیت کی رہبری کرتے تھے۔